سپریم کورٹ رپورٹس (1997) SUPP. 4 ایس سی آر

# بھوپندر سنگھ اے۔ چوڈاسما

## بنام

## ریاست گجرات

4 نومبر 1997

(ایم۔ کے۔ مکھرجی اور کے۔ ٹی۔ تھامس، جسٹسز)

ضابطہ تعزیرات 1860- دفعہ 302، 97اور 103-قتل- مسلح کانسٹیبل- اپنے سینئر کو گولی مار کر قتل- دفاع میں کہا گیا کہ شبہ میں شر پسندوں نے اپنے سرکاری فرائض کی انجام دہی کے دوران گولی چلائی- ٹرائل کورٹ نے اسے شک کا فائدہ دیتے ہوئے بری کر دیا- عدالت عالیہ نے ملزم کو مجرم قرار دیا اور سزا سنائی- اپیل پر، اس بنیاد پر بریت کا حقدار نہیں قرار دیا کہ ملزم اپنے سرکاری فرائض انجام دے رہا تھا- جرم اور سزا کی توثیق کی گئی۔

درخواست گزار پر تعزیرات ہند کی دفعہ 302 کے تحت مقدمہ چلایا گیا تھا۔ استغاثہ کا معاملہ یہ تھا کہ اسپیشل ریزرو پولیس کے ایک مسلح کانسٹیبل اپیل کنندہ نے اپنے قریبی سینئر ہیڈ کانسٹیبل کو اس وقت گولی مار دی جب وہ کھمپلا ڈیم سائٹ کے ارد گرد گھوم رہا تھا۔ کچھ جھڑپیں ہوئیں اور متوفی نے درخواست گزار کو اپنے سرکاری فرائض کی انجام دہی میں ناکامی پر سزا دی تھی۔ اپیل کنندہ جو سخت مزاج کا تھا، جوابی کارروائی کا مناسب موقع تلاش کر رہا تھا۔ اس افسوسناک دن کی شام کو اس نے متوفی کو ڈیم کے قریب چلتے ہوئے دیکھا، اپنی رائفل کو نشانہ بنایا اور اس کے اہم حصوں میں چار گولیاں ڈالیں جس کی وجہ سے وہ فوری طور پر ختم ہو گیا۔ پوسٹ مارٹم جانچ سے پتہ چلا ہے کہ متوفی کی موت بندوق سے گولیاں چلنے کی وجہ سے ہوئی تھی۔ درخواست گزار نے فائرنگ کرتے ہوئے دفاع کرتے ہوئے کہا کہ وہ پٹرولنگ ڈیوٹی کر رہا تھا، ٹاور کے قریب ایک شعلہ

دیکھا اور دیکھا کہ کچھ لاش حرکت کر رہی ہے۔اسے شک تھا کہ کوئی شر پسند شرارت کر رہا ہے اور اس طرح اس نے اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران فائرنگ کی۔

ٹرائل کورٹ نے اپیل کنندہ کو اس بنیاد پر بری کر دیا کہ دفاعی بیان کافی ممکنہ ہے اور اپیل کنندہ شک کا فائدہ اٹھانے کا حقدار ہے۔اپیل پر عدالت عالیہ نے بریت کا فیصلہ واپس لے لیا اور اپیل کنندہ کو عمر قید کی سزا سنائی گئی۔لہٰذا موجودہ اپیل۔

درخواست گزار کی دلیل یہ تھی کہ چونکہ وہ اپنے سرکاری فرائض انجام دے رہے تھے اس لیے وہ بری ہونے کے حقدار تھے۔اور یہ کہ وہ آئی پی سی کی دفعہ 103 کے تحت نجی دفاع کا حق بھی رکھتے تھے۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے اس عدالت نے

منعقد : 1 ۔ درخواست گزار اس بنیاد پر بریت کا حقدار نہیں ہے کہ وہ اپنے سرکاری فرائض انجام دے رہا تھا۔کوئی بھی شخص محض اس بنیاد پر غیر ارادی قتل سے استثنیٰ کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے اپنے سرکاری فرائض کی انجام دہی کے دوران کسی دوسرے شخص کا قتل کیا ہے جب تک کہ اس طرح کا قتل آئی پی سی کے باب چہارم میں درج استثنیٰ کے دائرے میں نہ آئے۔مذکورہ استثنیٰ کی بنیادی ضرورت یہ ہے کہ جس عمل نے دوسرے شخص کو ہلاک کیا وہ "مناسب دیکھ بھال اور احتیاط کے ساتھ" کیا جانا چاہئے تھا۔یہ حقیقت کہ ملزم نے اپنے ہدف کی شناخت جانے بغیر اپنے ہی ساتھی کو قریب سے گولی ماردی،کسی بھی احتیاط اور احتیاط کی کمی کی عکاسی کرتا ہے۔درخواست گزار نے یہ دلیل پیش کرنے کے خیال کو دور دور تک قبول نہیں کیا کہ متوفی کو قتل کرنے کا اس کا عمل حادثاتی یا بدقسمتی سے کیا گیا تھا،مذکورہ استثنیٰ کے تحت حق کی تشکیل کے لئے ضروری دیگر اجزاء کو چھوڑ دیں۔(8-ایف-ایچ؛9-اے-بی)

2.1۔ درخواست گزار تعزیرات ہند کی دفعہ 103 کے تحت نجی دفاع کے حق کا دعویٰ نہیں کر سکتا ہے۔نجی دفاع کا حق اس وقت شروع ہوگا جب املاک کو خطرے کا معقول اندیشہ شروع ہو جائے گا اور یہ حق کسی دوسرے شخص کو قتل کرنے تک بڑھ سکتا ہے چاہے اس دفعہ میں بیان کردہ کسی بھی جرم کا ارتکاب کرنے کی

کوشش ہی کیوں نہ کی گئی ہو۔اس طرح کا حق سرکاری ملازم کو دستیاب ہوگا اگر تحفظ کی درخواست کردہ جائیداد عوامی ملکیت ہے۔لیکن اس طرح کے توسیعی حق کا دعوی کرنے کے لئے ایک شرط ہے اگر محفوظ کی جانے والی جائیداد ایک عمارت ہے۔ یہ ایک ایسی عمارت ہونی چاہئے جو انسانی رہائش یا جائیداد کی تحویل کے لئے استعمال کی جائے۔اگر یہ اس قسم کی عمارت نہیں ہے تو نجی دفاع کا حق استعمال کرنے والا شخص کسی دوسرے شخص کو قتل کرنے کی حد تک نہیں جا سکتا جب تک کہ دھمکی آمیز شرارت سے یہ معقول اندیشہ پیدا نہ ہو کہ موت یا شدید چوٹ بصورت دیگر اس کا نتیجہ ہوگا۔اس معاملے میں کوئی درخواست نہیں دی گئی تھی کہ اپیل کنندہ کو موت یا شدید چوٹ کا کوئی اندیشہ تھا۔اور نہ ہی ایسا کوئی معاملہ ہے کہ ٹاور (جس کے بارے میں اسے خدشہ تھا کہ اسے جلانے کا خطرہ تھا) یا تو انسانی رہائش یا جائیداد کی تحویل کے لئے استعمال کیا گیا تھا۔لہٰذا دفعہ 103 میں بیان کردہ پرائیویٹ ڈیفنس کے توسیعی حق کو شمار کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ [ 9-ای-ایچ؛ 10-اے-بی]

2.2۔ سی آر پی سی کی دفعہ 313 کے تحت ٹرائل کورٹ کی جانب سے پوچھ گچھ کے بعد ہی درخواست گزار نے نجی دفاع کے حق کا مقدمہ پیش کیا،عدالت عالیہ نے نوٹ کیا ہے کہ اس نے استغاثہ کے کسی بھی گواہ کے سامنے یہ انکشاف نہیں کیا ہے کہ وہ اپنے قریبی سینئر کی شناخت کرنے سے قاصر تھا اور اسے شر پسند سمجھتا تھا۔دوسری جانب پی ڈبلیو 12 (ایس آر پی کا ایک اور اہلکار جو ڈیوٹی پر بھی تھا) نے بیان دیا ہے کہ اس نے اپیل کنندہ کو جائے وقوعہ سے بھاگتے ہوئے دیکھا اور جب اس کا سامنا کیا گیا تو اس نے کہا کہ وہ خود کو ہتھیار ڈالنے کے لئے آگے بڑھ رہا ہے کیونکہ اس نے متوفی پر گولی چلائی تھی۔کسی کو بھی درخواست گزار نے یہ نہیں بتایا کہ اس نے ٹاور کی حفاظت کے لئے رائفل فائر کی۔کسی کو بھی اس نے یہ نہیں بتایا کہ اس کے پاس پہلے شعلے کی جھلک تھی جسے وہ کسی شر پسند کی حرکت سمجھتا تھا۔درحقیقت جب پولیس نے لاش اور اس کے آس پاس کا باریک بینی سے جائزہ لیا تو انہیں ایسا کوئی مواد نہیں ملا جس سے اپیل کنندہ کو مشعل کی شعلہ کے طور پر کوئی غلط تاثر مل سکتا تھا۔لہٰذا، نجی دفاع کے حق کا دیر سے دعویٰ درخواست گزار کے غور و فکر سے کوسوں دور تھا جب اس نے متوفی پر گولی چلائی۔(10-جی-ایچ؛11-اے-بی)

فوجداری اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 567 آف 1997۔

1985 کے فوجداری نمبر 168 میں گجرات عدالت عالیہ کے 21/22.1.97 کے فیصلے اور حکم سے۔

درخواست گزار کی طرف سے محترمہ جے۔ایس۔واڈ کی طرف سے یشنک ادھیارو اور منوج واڈ۔

مدعا علیہ کی طرف سے محترمہ ایچ۔واہی اور محترمہ نیتھونوریٹسو۔

عدالت کا فیصلہ کس نے سنایا

جسٹس تھامس،۔اسپیشل ریزرو پولیس (ایس آر پی) کے ایک مسلح کانسٹیبل نے جولائی 1983 میں ابر آلود دن کی شام کے وقت اپنے قریبی سینئر (ہیڈ کانسٹیبل) کو گولی ماردی تھی جب وہ کھمپلا ڈیم سائٹ (ریاست گجرات) کے آس پاس گھوم رہا تھا۔متاثرہ شخص کی موقع پر ہی موت ہوگئی۔درخواست گزار پر قتل کا الزام عائد کیا گیا اور اس پر مقدمہ چلایا گیا،لیکن ٹرائل جج نے اس کے ملوث ہونے کے بارے میں شک کا اظہار کیا اور اسے بری کر دیا۔حالانکہ، گجرات عدالت عالیہ کی ایک ڈویژن بینچ نے ریاست کی طرف سے دائر اپیل پر پورے ثبوتوں کا از سر نو جائزہ لیتے ہوئے، اس میں کوئی شک محسوس نہیں کیا کہ یہ اپیل کنندہ کی طرف سے کیا گیا ایک بہیمانہ قتل تھا۔اس کے مطابق، بریت کو واپس لے لیا گیا اور اپیل کنندہ کو عمر قید کی سزا سنائی گئی۔اس طرح درخواست گزار سپریم کورٹ (فوجداری اپیلیٹ دائرہ اختیار میں توسیع) ایکٹ، 1970 کی دفعہ 2 کے تحت اپنی اپیل دائر کرنے کا حق دار بن گیا۔

فائرنگ کا نشانہ ایس آر پی کے ہیڈ کانسٹیبل اوکاد بھائی رادوا بھائی تھے جو دیگر پولیس اہلکاروں کے ساتھ کھمپلا ڈیم سائٹ پر تعینات تھے جو اس وقت شدید بارش کی وجہ سے خطرے میں تھا۔اپیل کنندہ کو اسی پلاٹون کو الاٹ کیا گیا تھا اور اسے متوفی کے نیچے رکھا گیا تھا۔کچھ جھڑپیں ہوئیں اور متوفی نے اپیل کنندہ کو تفویض کردہ کام کی انجام دہی میں کوتاہی کی بنیاد پر سزا دی تھی۔

استغاثہ کا مقدمہ یہ ہے کہ درخواست گزار کا مزاج سخت مزاج تھا اور چونکہ اس نے متوفی کی جانب سے اس کے خلاف پھینکے جانے والے الزام کو ہلکے میں نہیں لیا تھا اس لیے وہ جوابی کارروائی کا مناسب موقع تلاش کر رہا تھا۔ 2.7.1983 کی شام کو انہوں نے درخواست گزار کو ڈیم کے ٹاور کے قریب چلتے ہوئے دیکھا۔ اس نے اپنی رائفل کو متوفی پر نشانہ بنایا اور اس کے اہم حصوں میں چار گولیاں ڈالیں جس کی وجہ سے اس کا انجام ہوا۔

لاش کے پوسٹ مارٹم سے پتہ چلا کہ دائیں کندھے کے پچھلے حصے پر آگ کا ایک زخم تھا جس کی جلد سیاہ ہو گئی تھی اور اس کے باہر نکلنے کا زخم بائیں ایکسلا پر تھا جس میں ایک بڑا کھوکھلا گڑھا تھا جس کے ذریعے پھیپھڑوں کے ٹشوز پھیلے ہوئے تھے۔ دائیں اسکاپولا پر ایک اور داخلی زخم، پانچویں ریڑھ کی ہڈی پر اس کے نکلنے کا زخم جس میں 3 انچ x 3 انچ کے علاقے میں جلد اور پٹھوں کے پھٹنے کے ساتھ ایک اور داخلی زخم تھا جس کے ساتھ بائیں پٹی کے نیچے جلد کا سیاہ ہونا تھا اور اس کا اخراج اوپری گلوٹیل فولڈ پر تھا۔ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں تھا کہ متوفی کی موت آتشیں اسلحے سے گولیاں لگنے کی وجہ سے ہوئی تھی۔

اس معاملے میں درخواست گزار نے رائفل فائر کرنے کا کام کیا تھا۔ انہوں نے مندرجہ ذیل دفاع کو اپنایا جو انہوں نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 313 کے تحت جانچ کے دوران ٹرائل کورٹ کے سامنے تحریری طور پر پیش کیا تھا، جس کے مواد کے حصے ذیل میں نکالے گئے ہیں:

> ''میں سروس رائفل کے ساتھ گشت کی ڈیوٹی کر رہا تھا، اور شام کے تقریباً 7:45 بجے جب مکمل اندھیرا تھا، تو میں والو ٹاور کی طرف بڑھنے کے لیے پل کے قریب آیا۔ پھر میں نے ٹاور کے قریب ایک شعلہ دیکھا اور کسی کو حرکت کرتے ہوئے دیکھا۔ مجھے شک تھا کہ کوئی شرپسند شخص والو ٹاور پر آگ لگا کر شرارت کرنے والا ہے۔ جب میں روشنی کی کمی کی وجہ سے حرکت کرنے والے شخص کی شناخت نہیں کر سکا تو میں نے اسے رکنے کے لئے پکارا لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ چنانچہ میں نے آگے بڑھ کر چیلنج کو دہرایا اور پھر بھی کوئی جواب نہیں ملا۔ مجھے اپنے فرائض کی انجام دہی میں گولی چلانی پڑی۔ میں نے پہلے کھلی ہوا میں فائرنگ کی اور پھر مزید دو گولیاں چلائیں۔ میں نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی۔ اس کے بعد میں نے اس واقعہ کی اطلاع ان

لوگوں کو دی جو دفتر میں تھے ۔ جب کانسٹیبل لکشمن سنگھ (گواہ استغاثہ-2) اور جینت راج سنگھ (گواہ استغاثہ-3) متاثرہ کی لاش کو دیکھنے کے بعد پہنچے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ اوکا دبھائی رادوا بھائی تھے جنہیں گولی لگی تھی ۔

ٹرائل کورٹ نے محسوس کیا کہ دفاعی ورژن کافی ممکنہ ہے اور اس لئے وہ شک کا فائدہ اٹھانے کا حقدار ہے ۔عدالت عالیہ نے پایا کہ ٹرائل کورٹ نے معاملے کے حقائق پر اس طرح کے شکوک وشبہات پیدا کرنے میں غلط کام کیا۔عدالت عالیہ نے کچھ حالات کا خاص طور پر نوٹس لیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ اپیل کنندہ متوفی کے خلاف غصہ پیدا کر رہا تھا۔

نچوڑ پی- 15 متوفی کی تیار کردہ ایک رپورٹ ہے جس میں شکایت کی گئی ہے کہ اپیل کنندہ نے فرائض میں کوتاہی کا ارتکاب کیا اور جب اپیل کنندہ کو اس کے بارے میں متنبہ کیا گیا تو اس نے متوفی کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کیے اور کام کی جگہ چھوڑ دی ۔متوفی نے نچوڑ پی 15 میں اپنے خدشات کا اظہار کیا کہ اپیل کنندہ انتقام کے طور پر کچھ کرسکتا ہے اور اس لئے اس نے اپنے پلاٹون کمانڈر سے درخواست کی کہ اپیل کنندہ کو کسی اور سیکشن میں منتقل کیا جائے ۔

متوفی اور اپیل کنندہ دونوں کے ساتھی گواہ استغاثہ 3 جینت راج سنگھ نے اس واقعہ کو بیان کیا جس کے بعد اپیل کنندہ اور متوفی کے درمیان الفاظ کا تبادلہ ہوا۔گواہ نے یہ بھی کہا کہ جب نچوڑ پی 15 کی رپورٹ کے بارے میں معلوم ہوا تو اس نے متوفی سے یہ رپورٹ چھین لی اور اس پر زور دیا کہ وہ اسے اعلیٰ حکام کو بھیجنے سے باز رہے،لیکن بعد میں جب اس نے سنا کہ درخواست گزار متوفی کے بارے میں غصے میں ہے تو اس نے نچوڑ پی 15 کو واپس کر دیا۔سب سے اہم صورتحال یہ ہے کہ پولیس نے متوفی کی موت کے بعد اس کے بیگ سے نچوڑ پی 15 رپورٹ جمع کی تھی ۔اس رپورٹ کے مصنف کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے ۔

درخواست گزار کی جانب سے کیے گئے اعترافات کی روشنی میں اس معاملے میں ثبوت درج ذیل نکات تک محدود ہو گئے ہیں ۔ درخواست گزار نے اپنی رائفل سے فائرنگ کی تھی اور متوفی جو اپنی ڈیوٹی پر تھا، گولی لگنے سے زخمی ہوا اور اس کی موت ہوگئی ۔جیسا کہ عدالت عالیہ نے مشاہدہ کیا، یہ قریب سے فائرنگ ہوتی ۔

اس کا اندازہ داخلے کے دو زخموں کے آس پاس جلد کے سیاہ ہونے سے لگایا جاسکتا ہے۔

درخواست گزار کے وکیل نے پہلے دلیل دی کہ چونکہ اپیل کنندہ اپنے سرکاری فرائض انجام دے رہا ہے اس لئے وہ بری ہونے کا حقدار ہے۔کوئی بھی شخص محض اس بنیاد پر غیر ارادی قتل سے استثنیٰ کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے اپنی سرکاری ذمہ داریوں کی انجام دہی کے دوران کسی دوسرے شخص کا قتل کیا ہے جب تک کہ ایسا قتل آئی پی سی کے باب چہارم میں درج استثنیٰ کے دائرے میں نہ آئے۔مذکورہ قانونی موقف کے خلاف کھڑے وکیل نے اسے آئی پی سی کی دفعہ 80 کے دائرے میں لانے کی کوشش کی جس میں کہا گیا ہے:

”کوئی بھی ایسا جرم نہیں ہے جو حادثاتی طور پر یا بدبختی سے کیا گیا ہو، اور بغیر کسی مجرمانہ ارادے کے کسی جائز عمل کو جائز طریقے سے اور مناسب احتیاط اور احتیاط کے ساتھ جائز طریقے سے انجام دیا جائے۔

مذکورہ استثنیٰ کی بنیادی ضرورت یہ ہے کہ جس عمل نے دوسرے شخص کو ہلاک کیا وہ ”مناسب دیکھ بھال اور احتیاط کے ساتھ“ کیا جانا چاہئے تھا۔ یہ حقیقت کہ ملزم نے اپنے ہدف کی شناخت جانے بغیر اپنے ہی ساتھی کو قریب سے گولی ماردی، کسی بھی قسم کی دیکھ بھال اور احتیاط کی کمی کی بو آتی ہے۔ہمیں ایسا لگتا ہے کہ درخواست گزار نے یہ دلیل پیش کرنے کے خیال کو دور دور تک قبول نہیں کیا کہ متوفی کو قتل کرنے کا اس کا عمل حادثاتی یا بدقسمتی سے کیا گیا تھا، مذکورہ استثناء کے تحت حق کی تشکیل کے لئے ضروری دیگر اجزاء کو چھوڑ دیں۔ لہٰذا، اس اسکور پر استدلال کو یکسر مسترد کر دیا جانا چاہیے۔

فاضل وکیل نے متبادل طور پر دلیل دی کہ اپیل کنندہ کے عمل کو تعزیرات ہند کی دفعہ 103 کے تحت جائز ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ یہ دفعہ ایسے شخص کو تحفظ فراہم کرتی ہے جس نے جائیداد کے نجی دفاع کے حق کا استعمال کرتے ہوئے رضا کارانہ طور پر کسی دوسرے شخص کی موت کا سبب بنایا ہو“ اگر وہ جرم، جس کا ارتکاب، یا اس کا ارتکاب کرنے کی کوشش، جس سے حق کا استعمال ہوتا ہے، اس کے بعد بیان کردہ کسی بھی وضاحت کا جرم ہوگا، یعنی:

پہلی ڈکیتی:

دوسرا- رات میں گھر توڑنا۔

تیسری بات : کسی عمارت، خیمے یا جہاز پر آگ لگنے سے فساد، جس عمارت، خیمے یا برتن کو انسانی رہائش گاہ کے طور پر یا املاک کی تحویل کی جگہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہو؛

چہارم : چوری، شرارت یا گھر میں گھس جانا، ایسے حالات میں جس سے معقول طور پر اندیشہ ہو کہ اگر نجی دفاع کا یہ حق استعمال نہ کیا گیا تو اس کا نتیجہ موت یا شدید چوٹ پہنچے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نجی دفاع کا حق اس وقت شروع ہوگا جب املاک کو خطرے کا معقول اندیشہ شروع ہو جائے گا اور یہ حق کسی دوسرے شخص کو قتل کرنے تک پھیل سکتا ہے چاہے اس دفعہ میں بیان کردہ کسی جرم کا ارتکاب کرنے کی کوشش ہی کیوں نہ کی گئی ہو۔ اس سیکشن میں شامل دائیں بازو سیکشن 97 میں قائم نجی دفاع کے بنیادی حق کی توسیع ہے۔ جب دونوں حصوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ٹیلی سکوپ کیا جاتا ہے تو نجی دفاع کے حق کو اس حد تک بڑھایا جا سکتا ہے کہ نہ صرف اپنے بلکہ کسی دوسرے شخص کی ملکیت کے دفاع میں کسی دوسرے شخص کو قتل کر دیا جائے۔ اس طرح کا حق سرکاری ملازم کو دستیاب ہوگا اگر تحفظ کی درخواست کردہ جائیداد عوامی ملکیت ہے۔ لیکن اس طرح کے توسیعی حق کا دعوی کرنے کے لئے ایک شرط ہے اگر محفوظ کی جانے والی جائیداد ایک عمارت ہے۔ یہ ایک ایسی عمارت ہونی چاہئے جو انسانی رہائش یا جائیداد کی تحویل کے لئے استعمال کی جائے۔ اگر یہ اس قسم کی عمارت نہیں ہے تو نجی دفاع کا حق استعمال کرنے والا شخص کسی دوسرے شخص کو قتل کرنے کی حد تک نہیں جا سکتا جب تک کہ دھمکی آمیز شرارت سے یہ معقول اندیشہ پیدا نہ ہو کہ موت یا شدید چوٹ بصورت دیگر اس کا نتیجہ ہوگا۔

اس معاملے میں کوئی درخواست نہیں دی گئی تھی کہ اپیل کنندہ کو موت یا شدید چوٹ کا کوئی اندیشہ تھا۔ اور نہ ہی ایسا کوئی معاملہ ہے کہ ٹاور (جس کے بارے میں اسے خدشہ تھا کہ اسے جلانے کا خطرہ تھا) یا تو انسانی رہائش یا جائیداد کی تحویل کے لئے استعمال کیا گیا تھا۔ لہٰذا دفعہ 103 میں بیان کردہ نجی دفاع کے توسیعی حق کو

گننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

بہر حال، اگر عمارت مندرجہ بالا استعمال کے لئے نہیں تھی اور اگر اپیل کنندہ کو موت یا شدید چوٹ کا کوئی اندیشہ نہیں تھا، تب بھی ایک شخص کے ذریعہ نجی دفاع کے محدود حق کا دعوی کیا جا سکتا ہے جو آئی پی سی کی دفعہ 104 میں درج ہے:

"اگر وہ جرم، جس کا ارتکاب، یا جس کا ارتکاب کرنے کی کوشش، نجی دفاع کے حق کے استعمال کا موقع ہے، چوری، شرارت، یا مجرمانہ تجاوز ہو، پچھلے دفعہ میں بیان کردہ کسی بھی وضاحت میں سے نہیں ہے، تو یہ حق رضا کارانہ طور پر موت کا سبب بننے تک توسیع نہیں کرتا ہے، بلکہ دفعہ 199 میں بیان کردہ پابندیوں کے تابع ہے، جو رضا کارانہ طور پر ظالم کو موت کے سوا کسی اور نقصان کا سبب بنے۔"

اب سوال یہ ہے کہ کیا اپیل کنندہ جائیداد کے نجی دفاع کے مذکورہ بالا محدود حق کا حقدار ہے۔

ملزم جو باب چہارم کے تحت استثنیٰ کی درخواست کرتا ہے اسے یہ ثابت کرنا ہوگا کیونکہ قانون نے ایسی صورتحال میں اس پر بوجھ ڈال دیا ہے۔ ثبوت ایکٹ کی دفعہ 106 کے تحت عدالت اس کی عدم موجودگی کا اندازہ لگائے گی۔ یقیناً، اس طرح کے ثبوت کا معیار ملزم کے جرم کو ثابت کرنے کے لئے استغاثہ کے معیار سے مماثلت نہیں رکھتا ہے۔ یہ ایک واضح قانون ہے کہ اس طرح کے بوجھ کو ملزم کے ذریعہ معاف کیا جا سکتا ہے جس میں امکانات کی کثرت دکھائی دیتی ہے۔

درخواست گزار نے نجی دفاع کے حق کے لئے صرف اس وقت مقدمہ پیش کیا جب ضابطہ اخلاق کی دفعہ 313 کے تحت ٹرائل کورٹ نے اس سے پوچھ گچھ کی۔ عدالت عالیہ نے نوٹ کیا ہے کہ انہوں نے استغاثہ کے کسی بھی گواہ کو یہ نہیں بتایا کہ وہ اپنے قریبی سینئر کی شناخت کرنے سے قاصر تھے اور انہیں شر پسند سمجھتے تھے اور کہا کہ جرح کے دوران غلط شناخت کے بارے میں ایسا کوئی سوال استغاثہ کے کسی دوسرے گواہ سے نہیں پوچھا گیا تھا۔ دوسری جانب گواہ استغاثہ 12 (ایک اور ایس آر پی اہلکار جو ڈیوٹی پر بھی تھا) نے بیان دیا ہے

کہ اس نے اپیل کنندہ کو جائے وقوعہ سے بھاگتے ہوئے دیکھا اور جب اس کا سامنا ہوا تو اس نے کہا کہ وہ خود کو ہتھیار ڈالنے جا رہا ہے کیونکہ اس نے متوفی پر گولی چلائی تھی۔کسی کو بھی درخواست گزار نے یہ نہیں بتایا کہ اس نے ٹاور کی حفاظت کے لئے رائفل فائر کی۔کسی کو بھی اس نے یہ نہیں بتایا کہ اس کے پاس پہلے شعلے کی جھلک تھی جسے وہ کسی شرپسند کی حرکت سمجھتا تھا۔درحقیقت جب پولیس نے لاش اور آس پاس کے ماحول کا باریک بینی سے جائزہ لیا تو انہیں ایسا کوئی مواد نہیں ملا جس سے اپیل کنندہ کو مشعل کی شعلہ کے طور پر کوئی غلط تاثر مل سکتا تھا۔لہٰذا، نجی دفاع کے حق کا دیر سے دعویٰ اپیل کنندہ کے غور و فکر سے کوسوں دور تھا جب اس نے متوفی پر گولی چلائی۔

مذکورہ بحث کی روشنی میں اس نتیجے پر پہنچنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ اپیل کنندہ کو جائیداد پر نجی دفاع کا کوئی حق حاصل ہے۔اس کے مطابق، ہم جرم اور سزا کی تصدیق کرتے ہیں اور اپیل مسترد کرتے ہیں۔

ایس وی کے آئی

اپیل خارج کر دی گئی۔



Sheikh Javiad Alam
2024.08.03 15:39
I am the author of this
document